دار الافتاء
فتوی نمبر ۹۵/۱۶۸۱
مورخہ

السلام علیکم

میرا سوال یہ ہے کہ جب ہم سونے کی زیور کا زکوۃ خلاف جنس ادا کرتے ہے تو وزن کا نہیں قیمت کا اعتبار ہوتا ہے اور جس دن ادا کی جائے اس دن کو دیکھا جاتا ہے اور بازار کے بھاو کا اعتبار ہوتا ہے' تو جب ہم بازار کا بھاو کہتے ہے تو کس قیمت کو کہتے ہے' کہ اگر وہ زیور اس سنار کے پاس ہوتا تو جس قیمت پر وہ اس کو بیچھتا وہ قیمت ہے' یا اس کا وزن کرنے کے بعد اور ڈیزائن دیکھ کر بتائے کہ اگر میں اس کو کسی دوسرے شخص کو بیچھ دوں تو مجھے اس کی جتنی قیمت مل سکتی ہے اس قیمت پر زکوۃ ہے؟

مثال :۔ وزن 100 گرام ہو 18 کرٹ کا ہو ایک گرام 1000 روپے کا ہو تو ایک لاکھ بنتی ہے اگر اس ڈیزائن کا سنار خود بیچھتا تو اس کو وہ ایک لاکھ چالیس ہزار کا بیچھتا جس میں اس کا بنائی اجرت سب شامل ہے اور اگر کسی دوسرے شخص کو بیچھا جائے تو کہے کہ اس زیور کا 115000 سے 120000 تک مل سکتا ہے۔ تو زکوۃ کس قیمت پر ہے؟

جس طرح ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس 40 گندم کی بوری ہو اور اس پر زکوۃ نکالنی ہو تو وہ ایک بوری ہے اور اگر اس کی زکوۃ روپے سے دینی ہو تو اس بوری کی قیمت ادا کرنی ہو گی یعنی جس قیمت پر یہ خود بیچھ رہا ہے تاکہ یہ غریب جب بازار جائے تو اس کو گندم کی بوری مل سکے یا خود اس شخص سے خریدے تو وہ ایک بوری خرید سکے۔

میں سمجھتا ہوں جس طرح صدقہ فطر میں غریب کو اتنے قیمت کا مالک بنایا جاتا جس سے وہ آسانی سے اپنے لے گندم خرید سکے۔

مثال :۔ اگر ایک شخص کو زکوۃ میں ایک گرام سونا دینا ہو [جس طرح سبھی فتاوی میں ہے سنار کے قیمت خرید پر زکوۃ ہے؟] اور سنار جس قیمت پر خریدتا ہے اس پر زکوۃ نکلنا ہے اگر وہ غریب اس سنار سے جاکر وہ گرام خریدے تو اس کو نہیں ملے گا۔ کیونکہ قیمت میں فرق آگیا ہے۔ سنار جس پر خریدتا ہے اور بیچھتا ہے اس میں فرق ہے۔ یہاں پے بھی گندم کی بوری کی طرح اتنی قیمت ملنے چاہیے اگر وہ ایک گرام سونا خریدنا چاہے تو خرید سکے۔ یعنی جس قیمت پر سنار ایک گرام سونا بیچھے گا اس قیمت پر زکوۃ نکلنا چاہیے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ کھلے مارکیٹ میں جو قیمت ملے یا جس قیمت پر فروخت ہسکتی ہے۔ سونے کی چیز کو سنار ہی بتائے گا کہ اس کی اصل مالیت کیا ہے اور اس کی کیا قیمت ملسکتی ہے۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ جس قیمت پر سنار خریدے گا کیونکہ جس پر وہ خریدتا ہے وہ ہول سیل قیمت ہے جو خاص ان کے لے ہے اور یہ عام نہیں ہے سب کو اس قیمت پر سونا نہیں ملتا۔ یوں لگتا ہے ہم نے خاص کو عام کر دیا اور عام کو خاص۔

بعض علماء جو کہتے ہے کہ بنائی کا اعتبار نہیں ہے لیکن کسی زیور کی مالیت کو بڑھانے کے لے دستکاری' ڈیزائن ایک اہم رول ہے۔

ہمارے مفتی صاحب نے اس پر ایک فتاوی شائع کیا ہے جو مقامی زبان میں ہے میں ترجمہ کرنے کی کوشش کروں گا' ایک مثال دیا ہے "ایک انگوٹھی وزن کے اعتبار سے 3 گرام ہے انگوٹھی میں استعمال شدہ سونے کی قیمت 2700 ہے اور اگر اس انگوٹھی پر کام کرنے کی وجہ سے اس کی قیمت 3900 ہو گی' تو زکوۃ 3900 پر نکالا جائے گا یہ مسلہ کے نام سے جانا جاتا ہے [آپ خود کتابوں میں علماء میں مسلتہ ابریق دیکھ سکتے ہے کہ مجھ سے ترجمہ صحیح ہوا کہ نہیں] اس مسلہ کے اعتبار سے اگر ہمارے پاس ایک چاندی کی جگ ہو وزن کے اعتبار سے 200 درہم میں پڑتا ہے [تقریباً 612 گرام] لیکن اس پر کام ہونے کی وجہ سے اس قیمت 300 درہم ہو جاتی ہے تو فقہا کہتے ہے زکوۃ اب 300 درہم پر نکالی جاے گی نہ کے 200 درہم پر۔ اِلا کہ اس کی زکوۃ چاندی سے ہی دی جاے تو پھر 200 درہم پر دی جاے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وزن کا اعتبار کیا جاتا تھا نہ کہ قیمت کا کیونکہ اس زمانے میں درہم چاندی اور دینار سونے کا تھا اگر ہم نے سونے اور چاندی کی زکوۃ سونے اور چاندی سے ہی نکالنی ہو تو اس وقت وزن کو دیکھا جاتا ہے۔ آج کل ہم زکوۃ سونے اور چاندی سے نہیں دیتے تو ہم اس چیز کی قیمت کا اعتبار کرے گے

....وأجمعوا أنه لو أدى من خلاف جنسه أعتبرت القيمة حتى لو أدى من الذهب ما تبلغ قيمته خمسة الإناء لم يجز في قولهم......

الفتاوى الشامية دراهم من غير

ایک دوکاندار کو اپنے مال کا زکوۃ نکالنی ہے تو قیمت فروخت کا اعتبار ہے یعنی جس قیمت پر وہ اپنا مال بیچھتا ہے اس قیمت پر ہے اگر وہ دوکاندار ایک قمیض 200 کا بیچھتا ہے تو ہم زکوۃ 200 پر نکالے گے۔

بعض علماء جو کہتے ہے منافع کو شامل نہیں کریں گے بلکہ اسے بازار میں لے جاکر جو قیمت ملے گی اس قیمت پر ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے اور کون سا بازار وہ درکاندار خود بازار ہے تو ظاہر ہے قمیض کی یہی قیمت ملے گی اور جو عام لوگ خریدنے کے لے آئے گے تو اسی قیمت پر خریدے گے۔ تو زکوۃ بھی اسی قیمت پر نکالنی ہو گی۔ ان سب پر آپ کی تحقیق درکار ہے حوالہ کے ساتھ۔ جزاک اللہ

دار الافتاء
فتوی نمبر ۹۵/۱۶۸۱

السلام علیکم

میرا سوال یہ ہے کہ جب ہم سونے کے زیور کا زکوۃ خلاف جنس ادا کرتے ہے تو وزن کا نہیں کا قیمت کا اعتبار ہوتا ہے اور جس دن ادا کی جائے اس دن کو دیکھا جاتا ہے اور بازار کا بھاو کا اعتبار ہوتا ہے، تو جب ہم بازار کا بھاو کہتے ہے تو کس قیمت کو کہتے ہے، کہ اگر وہ زیور اس سنار کے پاس ہوتا تو جس قیمت پر وہ اس کو بیچھتا وہ قیمت ہے، یا

اس کا وزن کرنے کے بعد اور ڈیزائن دیکھ کر بتائے کہ اگر میں اس کو کسی دوسرے شخص کو بیچھ دوں تو مھجے اس کی جتنی قیمت مل سکتی ہے اس قیمت پر زکوۃ ہے؟

مثال:- وزن ۱۰۰ گرام ہو ۱۸ کرٹ کا ہو ایک گرام ۱۰۰۰ روپے کا ہو تو ایک لاکھ بنتی ہے اگر اس ڈیزائن کا سنار خود بیچھتا تو اس کو وہ ایک لاکھ چالیس ہزار کا بیچھتا جس میں اس کا بنائی اجرت سب شامل ہے اور اگر کسی دوسرے شخص کو بیچھا جائے تو کہے کہ اس زیور کا ۱۱۵۰۰۰سے ۱۲۰۰۰۰ تک مل سکتا ہے۔ تو زکوۃ کس قیمت پر ہے؟

جس طرح ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس ۴۰ گندم کی بوری ہو اور اس پر زکوۃ نکالنی ہو تو وہ ایک بوری ہے اور اگر اس کی زکوۃ روپے سے دینی ہو تو اس بوری کی قیمت ادا کرنی ہوگی یعنی جس قیمت پر یہ خود بیچھ رہا ہے تاکہ یہ غریب جب بازار جائے تو اس کو گندم کی بوری مل سکے یا خود اس شخص سے خریدے تو وہ ایک بوری خرید سکے۔

میں سمجتھا ہوں جس طرح صدقہ فطر میں غریب کو اتنے قیمت کا مالک بنایا جاتا جس سے وہ آسانی سے اپنے لے گندم خرید سکے۔